دیانت داری

تعارف، اہمیت وفضیلت، شان دار مثالیں اور حصول کا ذریعہ

(بین الاقوامی یومِ انسدادِ بد عنوانی کی مناسبت سے)

۱۴ جمادی الاُولیٰ،۱۴۴۴ھ / ۹ دسمبر،2022ء

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com
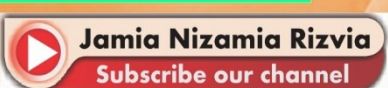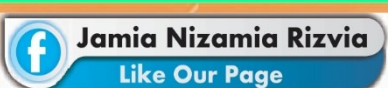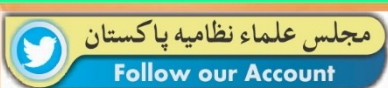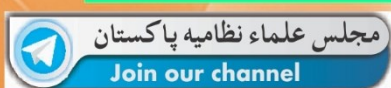
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ۔ [المؤمنون 8:23]

"ایمان" امانت داری کا نام ہے اور اسلام مسلمانوں کو اپنی تمام ذمہ داریاں دیانت داری (Honesty) کے ساتھ پوری کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات ہوں یا بندوں کے ساتھ معاملات... نبیِ کریم ﷺ کے احکام کی پاسداری ہو یا بزرگوں کی تعلیمات پر عمل... گھریلو ذمہ داریاں ہو یا دفتری اُمور... نجی سطح کے کام ہوں یا سرکاری ڈیوٹی... اسلام تربیت فرماتا ہے کہ مسلمان کو تمام اُمور اِس جذبے سے سر انجام دینے چاہییں کہ روزِ قیامت امانت ودیانت سے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جہاں دیانت داری کی بے مثال تعلیم دی ہے، وہاں آپ کی سیرتِ طیبہ میں امانت داری کا نور یوں چمکتا ہے کہ اعلانِ نبوّت سے پہلے جب ہر طرف ظلم وجہالت کی تاریکی تھی، اُس وقت بھی تمام لوگ محبوبِ خدا ﷺ کو صادق وامین کہتے تھے۔ آپ کی تعلیم وتربیت سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان، پھر تابعین نے دیانت داری کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ قیامت تک اُمّتِ مسلمہ بجاطور پر اُن پہ فخر کرتی رہے گی۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کا ایمان کمزور ہوتا گیا اور امانت کم ہوتی گئی، حتّٰی کہ امانت ودیانت کی وہ صورتِ حال پیدا ہوئی جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ لوگ بد دیانت ہو جائیں گے۔ رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حُذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیثِ پاک میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا یہ اِرشاد بھی ہے: وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُّؤَدِّي الْأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا۔ یعنی "لوگ آپس میں تجارت (اور دوسرے معاملات) کریں گے، مگر کوئی بھی امانت ادا نہیں کرے گا، (دیانت دار لوگوں کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ) کہا جائے گا: فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار شخص ہے۔"

نیز فرمایا: وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهٗ! وَمَا أَظْرَفَهٗ! وَمَا أَجْلَدَهٗ! وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ۔ یعنی (لوگ دین داری اور امانت ودیانت سے غافل ہو کر دنیاداری اور چالاکی کے ایسے گرویدہ ہو جائیں گے کہ بجائے تقویٰ وامانت اور علم وفضلیت کے اِنہی چیزوں کا تذکرہ کیا جائے گا) "کسی شخص کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ کتنا عقل مند ہے! کیسا حسین ہے! کتنا بہادر ہے! حالانکہ اُس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہو گا۔" (صحیح بخاری، حدیث:6132، صحیح مسلم، حدیث:143)

ہر سال 9 دسمبر کو دُنیا بھر میں یومِ انسدادِ بدعنوانی (International Anti-Corruption Day) منایا جاتا ہے۔ اِس مناسبت آج کے خطبہ میں دیانت داری سے متعلق اسلامی تعلیمات کا تذکرہ ہو گا۔

امانت و دیانت کا مفہوم

عام طور پر ”امانت داری“ و ”دیانت داری“ کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی شخص کے پاس رقم یا کوئی چیز حفاظت کے لیے رکھی جائے تو وہ بغیر خیانت کے واپس کر دے... جب کہ شریعت مطہرہ میں امانت و دیانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ شرعی نقطۂ نظر سے ”امانت داری“ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احکام اور اُن کی امانات بھی شامل ہیں، لوگوں کی جان و مال اور عزت کا تحفّظ بھی شامل ہے، اپنے منصب کے تقاضے پورے کرنا بھی شامل ہے اور اپنی پاک دامنی و عصمت کی حفاظت بھی شامل ہے۔

استاذ اپنے شاگردوں کی تعلیم کے حوالے سے امین ہے... شیخِ طریقت اپنے مریدوں کی روحانی تربیت اور سیدھی راہ بتانے کے بارے میں امین ہے... خطیب قرآن و سنت کا پیغام صحیح طریقے سے پہنچانے میں امین ہے... مُنصِف (جج) عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے میں امین ہے... میڈیا واقعات کی درست رپورٹنگ میں امین ہے... والدین اپنی اولاد کی ضروریات پوری کرنے، دینی تربیت کرنے اور اچھے اخلاق سکھانے کے حوالے سے امین ہیں... انتظامیہ و حکومت اپنے دائرۂ کار کے مطابق ذمہ داریوں کے حوالے سے امین ہے... فوج سرحدوں کی حفاظت سے متعلق امین ہے۔

اگر استاذ تدریس کا اہل ہی نہ ہو یا جان بوجھ کر شاگردوں کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی کرے تو وہ اپنے منصب سے خیانت کرنے والا ہے... صحافی بغیر تحقیق کے خبریں نشر کرے تو یہ اُس کے حق میں بد عنوانی ہے... تاجر اپنے گاہک کو بتائے کچھ اور، دے کچھ اور تو یہ اُس کی بد دیانتی ہے... حکومتی ذمہ دار اپنے منصب کا ناجائز استعمال کرے تو یہ اُس کی کرپشن ہے۔ غرضیکہ فقط مالی خیانت ہی بد دیانتی نہیں، بلکہ جس کی جو ذمہ داری ہے اگر وہ اُسے پورا نہ کرے تو یہ بد دیانتی و بد عنوانی ہے۔[1]

سیدنا فَضَالہ بن عُبید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کے مطابق کہ جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ بھی فرمایا: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ؟ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ...» ”مَیں تمہیں بتاؤں کہ مومن کون ہے؟ ”مومن“ وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے بارے امین سمجھیں (لوگوں کو اُس کی دیانت داری پر اتنا بھروسا ہو کہ وہ کہیں کہ یہ نہ تو کسی کو جانی نقصان پہنچائے گا اور نہ ہی کسی کے مال میں خیانت کرے گا)۔“(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:24)

”مومن“ امان سے ہے اور امان کا معنی ہے ”محفوظ ہو جانا“۔ مومن کا معنی تب صادق آئے گا جب اُسے کہنے کی ضرورت نہ پڑے کہ مَیں کسی کو نقصان نہیں دیتا، بلکہ لوگ کہیں: یہ امین و دیانت دار ہے۔

---

[1] والمجالات الّتي تدخل فيها الأمانة كثيرة، منها: الدّين والأعراض والأموال والأجسام والأرواح والمعارف والعلوم والولاية والوصاية والشّهادة والقضاء والكتابة ونقل الحديث والأسرار والرّسالات والسّمع والبصر وسائر الحواسّ، ولكلّ واحدة من التّفصيل ما يناسبها. (نضرة النعيم فی اخلاق الرسول الكريم)

مال ادا کرنے میں دیانت

زندگی بھر انسان کا مختلف لوگوں سے لین دین رہتا ہے اور اُس پر کئی طرح کی مالی ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں... تجارت، اِجارہ، ودیعت اور مضاربت وغیرہ سب مالی معاملات ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان کو دیگر اُمور کی طرح مال ادا کرنے کے حوالے سے بھی مکمل دیانت دار ہونا چاہیے۔

بنواسرائیل کے ایک شخص کی دیانت: تاجدارِ ختمِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمّت کی تربیت کے لیے بعض اوقات گزشتہ اُمّتوں کے حسین واقعات بھی بیان فرماتے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثِ مبارک کا خلاصہ ہے کہ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تذکرہ فرمایا: بنواسرائیل کے ایک شخص نے دوسرے سے ایک ہزار دینار قرض مانگا۔ اُس نے کہا: گواہ لاؤ۔ قرض لینے والے نے کہا: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ دینے والے نے کہا: ضامن لاؤ۔ اُس نے کہا: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ضمانت کافی ہے۔ دینے والے نے اُسے سچا قرار دیا اور وقتِ مقرر تک کے لیے ایک ہزار دینار (سونے کے سکّے) دے دیے۔

قرض دار نے سمندر کا سفر کیا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر ادائیگی کا وقت آنے پر اُس نے کشتی تلاش کی؛ تاکہ اُس پر سوار ہوکر جائے اور وقتِ مقرر پر قرض واپس کرے، مگر اُسے کشتی نہ ملی۔ چنانچہ اُس نے ایک لکڑی میں سوراخ کرکے ایک ہزار اشرفیاں اور قرض خواہ کے نام ایک خط اُس میں ڈالا... اور سوراخ کو اچھی طرح بند کردیا۔ پھر سمندر کے پاس آکر کہا: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِيْنَارٍ، فَسَأَلَنِيْ كَفِيْلًا، فَقُلْتُ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ، وَسَأَلَنِيْ شَهِيْدًا، فَقُلْتُ: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ، وَأَنِّيْ جَهَدْتُّ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِيْ لَهٗ فَلَمْ أَقْدِرْ، وَإِنِّيْ أَسْتَوْدِعُكَهَا ۔ یعنی اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ مَیں نے فلاں شخص سے قرض مانگا، اُس نے ضامن کا مطالبہ کیا تو مَیں نے کہا: اللہ کی ضمانت کافی ہے۔ چنانچہ وہ تیری کفالت پر راضی ہوگیا... اور اُس نے گواہ کا مطالبہ کیا، میں نے کہا: اللہ کی گواہی کافی ہے، چنانچہ وہ تیری گواہی پر راضی ہوگیا۔ اِلٰہی! مَیں نے پوری کوشش کی ہے کہ مجھے کوئی کشتی مل جائے تو مَیں اُسے اُس کا حق پہنچادوں، مگر کشتی نہیں ملی۔ خُدایا! اب یہ تیرے حوالے ہیں۔ چنانچہ اُس نے دینار اور خط والی لکڑی دریا میں ڈال دی۔ پھر وہ واپس آکر مسلسل کشتی تلاش کرتا رہا۔

دوسری طرف قرض خواہ باہر آکر دیکھتا رہا کہ شاید کسی کشتی پر اُس کا مال آیا ہو، اچانک اُس کو وہی لکڑی ملی جس میں مال تھا، اُس نے گھر میں جلانے کے لیے اُسے لے لیا۔ جب لکڑی کو چیرا تو اُس میں اشرفیاں اور خط مل گئے۔

پھر قرض لینے والا بھی (کچھ دنوں بعد) ایک ہزار دینار لے کر آگیا اور اُسے بتایا کہ قسم بخدا! میں مسلسل کوشش کرتا رہا کہ کوئی کشتی مل جائے؛ تاکہ تمہارا مال تمہارے پاس لاؤں، مگر آج سے پہلے کوئی کشتی نہیں ملی۔ قرض خواہ نے کہا: آپ نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی؟ کہا: میں بتارہا ہوں کہ اِس سے پہلے مجھے کوئی کشتی ملی ہی نہیں۔ قرض خواہ نے کہا: فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدّٰى عَنْكَ الَّذِيْ بَعَثْتَ فِي الْخَشَبَةِ۔ لکڑی میں جو آپ نے ایک ہزار دینار بھیجے تھے وہ اللہ تعالیٰ نے پہنچا دیے ہیں۔ یہ اپنی ایک ہزار اشرفیاں لے کر بامراد واپس تشریف لے جائیے۔ (صحیح بخاری، کتاب الکفالۃ، باب الکفالۃ فی القرض۔۔۔، حدیث: 2291)

دورِ حاضر کا ایک امین شخص: امیر المجاہدین شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کو اپنے جن اساتذہ سے نہایت عقیدت تھی، اُن میں سے ایک شیخ الحدیث مولانا قاضی محمد رشید نقشبندی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔ موصوف نے طویل عرصہ عالمِ اسلام کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تدریسی فرائض انجام دیے اور یکم ستمبر 1997ء کو وصال فرمایا۔

امیر المجاہدین اُن کی ایمان داری اور اخلاص سے بے حد متأثر تھے۔ وہ فرماتے تھے: ایک مرتبہ اُنھوں نے کہیں تشریف لے جانا تھا اور مَیں بھی اُن کے ہمراہ تھا، ریلوے اسٹیشن پہنچے تو ٹرین روانہ ہو رہی تھی، ہم چلتی ٹرین میں سوار ہو گئے، خیال تھا کہ سفر کے دوران چیکر سے ٹکٹ لے لیں گے، مگر راستے میں ٹکٹ چیک کرنے والا بھی کوئی نہ آیا، چنانچہ اپنی منزل پر پہنچ کر ٹرین سے اُتر گئے۔

اگلے دن آپ نے مجھے فرمایا: مولانا خادم حسین! ریلوے اسٹیشن جاؤ اور کل جس ٹرین پر سفر کیا تھا اُسی ٹرین کے دو ٹکٹ لے آؤ۔ مَیں لایا تو آپ نے وہ دونوں ٹکٹ میرے سامنے پھاڑ دیے اور فرمایا: کل ہم نے بغیر ٹکٹ کے سفر کیا تھا، اِس پریشانی میں گزشتہ رات مجھے نیند نہیں آئی، چلو شکر ہے کہ محکمہ ریل کو اُن کی امانت پہنچ گئی۔ (ماہنامہ النظامیہ، امیر المجاہدین نمبر [دسمبر: 2020ء]، ص: 117[1])

ہماری بددیانتی: مالی حقوق سے متعلق بددیانتی عام ہے۔ کرایہ دار اپنا کرایہ ادا کرنے کے حوالے سے مالک کو پریشان کر دیتے ہیں، بلکہ بعض اوقات مالک بن بیٹھتے ہیں... قرض دار اپنے قرض خواہ کے لیے دردِ سر بن جاتے ہیں، بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ قرض خواہ تنگ آکر اپنے قرض کا مطالبہ ہی چھوڑ دے... سیٹھ لوگ اپنے ملازمین کی تنخواہیں بہت کم رکھتے ہیں، پھر بروقت دیتے بھی نہیں... مالی بدعنوانی کے لیے جھوٹی دستاویزات بنالی جاتی ہیں... حتّٰی کہ مال ہتھیانے کے لیے لڑائی اور قتل تک کی نوبت آن پہنچتی ہے۔

ہماری بددیانتی کی صورتِ حال بعینہٖ وہی ہوتی جارہی ہے، جس سے متعلق حدیثِ نبوی کا مفہوم ہے کہ "لوگ آپس میں تجارت (اور دوسرے معاملات) کریں گے، مگر کوئی بھی امانت ادا نہیں کرے گا، (دیانت دار لوگوں کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ) کہا جائے گا: فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار شخص ہے۔"

---

[1] امیر المجاہدین نمبر پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/10pDDvwaAGWAtk2QV-6iTpyL2HNjNdUXr/view?usp=sharing

افراد کے انتخاب میں دیانت

اسلام سکھاتا ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی ذمہ داری سپرد کرنے کے لیے منتخب کیا جائے تو یہ انتخاب ذاتی تعلق یا مفاد وغیرہ کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ تمام تعلقات اور مفادات سے بالاتر ہو کر ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جو منصب کا اہل ہو اور اُس منصب کی ذمہ داریاں بہترین طریقے سے سرانجام دے سکے۔ سربراہِ مملکت سے لے کر معمولی نوکری تک... ذمہ داروں کا تقرر اِسی طرح ہونا چاہیے۔ جو شخص اپنے تعلق یا مفاد وغیرہ کی خاطر میرٹ کے خلاف چناؤ کرتا ہے اُس کے لیے سخت وعید ہے۔

بدترین بددیانتی: رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حُذیفہ بن یَمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا: أَيُّمَا رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى عَشَرَةِ أَنْفُسٍ[1] عَلِمَ أَنَّ فِي الْعَشَرَةِ أَفْضَلَ[2] مِمَّنِ اسْتَعْمَلَ فَقَدْ غَشَّ اللهَ وَغَشَّ رَسُولَهٗ وَغَشَّ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ یعنی ”جس نے کچھ افراد پر ایک شخص کو ذمہ دار بنایا، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اُن میں (اِس ذمہ داری کے لیے) اُس سے بہتر شخص موجود ہے تو بلاشبہ اُس نے (اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کر کے) اللہ تعالیٰ سے بھی خیانت کی، اللہ کے رسول ﷺ سے بھی بددیانتی کی اور مسلمانوں سے بھی بدعنوانی کا مرتکب ہوا۔ (الجامع الصغیر، حدیث:5040، اسنادہٗ ضعیف لکن لہٗ شواہد)

نااہلوں کو منصب دینا قیامت کی نشانی: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے، اِس دوران ایک شخص نے حاضر ہو کر پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے گفتگو جاری رکھی۔ پھر بات مکمل کرنے کے بعد فرمایا: ”قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟“ اس نے عرض کی: مَیں حاضر ہوں۔ فرمایا: «فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» ”جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔“ اُس نے پوچھا: امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ فرمایا: «إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔» یعنی ”جب نااہلوں کو منصب دیے جائیں گے تو قیامت کا انتظار کرنا“۔ (صحیح بخاری، حدیث:59)

ہماری بددیانتی: ہمارے معاشرے میں ذمہ داروں کے چناؤ سے متعلق بدعنوانی عروج پر ہے۔ حکومتیں اپنے سیاسی جیالوں کو ایسے عہدوں پر فائز کر دیتی ہیں جن کے بارے میں تجربہ تو دُور کی بات ہے اُنھیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ذمے داری ہے کیا... اِسی بدعنوانی کا نتیجہ ہے کہ اِداروں کا حال بے حال ہے... بلکہ اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں کہ الیکشن کے موقع پر جب ہم ووٹ کاسٹ کرتے ہیں تو اُس وقت کیا ہم یہ سوچتے ہیں کہ جسے ووٹ دیں گے وہ اور اُس کی پارٹی اسلام اور ملک کی کتنی وفادار ہے؟ اگر سوچتے تو یہ حال نہ ہوتا جو آج دیکھ رہے ہیں۔

---

[1] أَيْ جَعَلَهٗ أميرًا علٰى طائفةٍ، وَلَوْ قليلةً جدًّا، كعشرةٍ۔ (فيض القدير)

[2] والمرادُ بالأفضليّةِ: حسنُ القيامِ بأمرهم والعدلُ فيهم والذبُّ عنهم وَحِيَاطَتُهم مما يَحُوْطُ به نفسَهٗ۔ (التنوير)

سرکاری خزانے میں دیانت

قرآن وسنت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ جو لوگ کسی بھی سرکاری منصب پر فائز ہیں اُنھیں مسلمانوں کے مال / قومی خزانے سے متعلق نہایت دیانت داری سے کام لینا چاہیے۔ اگر وہ امین بنیں تو بے پناہ ثواب کما سکتے ہیں، لیکن بدعنوان بنیں تو آخرت میں سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔

سیدنا ابوموسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ الْخَازِنَ الْأَمِيْنَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ، حَتّٰى يَدْفَعَهٗ إِلَى الَّذِيْ أُمِرَ لَهٗ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ.» مفہوم: ”وہ امانت دار خزانچی جو حکم کے مطابق پورا مکمل خوش دلی سے خرچ کرے اُسے بھی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔“
(صحیح مسلم، حدیث:1684، صحیح بخاری، حدیث:1438)

حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قومی خزانے پر مقرر افراد اگر خزانے کو دیانت داری کے ساتھ غربا کی فلاح وبہبود کے لیے خرچ کریں تو جتنے ارب، کھرب اُنھوں نے خرچ کیا، ظاہر ہے کہ یہ اپنی جیب سے نہیں تھا، مگر صحیح مقام پر خوش دلی سے پورا پورا خرچ کرنے کے سبب اُنھیں یہ تمام رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

بہترین مثال: حضرت عُروَہ بن محمد بن عَطِیّہ سعدی جُشَمی علیہ الرحمہ 20 سال تک یمن کے گورنر رہے، سلیمان بن عبد الملک کے دور میں اُنھیں گورنر بنایا گیا، سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں، پھر آپ کے بعد بھی وہ اِسی منصب پر فائز رہے۔ آپ کے دادا سیدنا عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔

آپ کے بارے میں منقول ہے کہ جب وہ گورنر کی حیثیت سے یمن میں تشریف لائے اُس وقت اُن کے پاس ایک تلوار اور قرآن مجید کا ایک نسخہ تھا۔ اُنھوں نے یمن میں داخل ہوتے ہوئے فرمایا: يَا أَهْلَ الْيَمَنِ! هٰذِهٖ رَاحِلَتِيْ، فَإِنْ خَرَجْتُ بِأَكْثَرَ مِنْهَا فَأَنَا سَارِقٌ۔ اے اہلِ یمن! یہ میری سواری ہے، جب میں اپنا عہدہ چھوڑ کر واپس جاؤں گا، اگر اُس وقت میرے پاس اِس کے علاوہ کچھ ہو تو مَیں چور ہوں (مسلمانوں کے مال میں بددیانتی کرنے والا ہوں)۔

چنانچہ بیس سال بعد 103ھ میں جب اُنھیں یمن کی ذمہ داری سے ہٹایا گیا تو دُنیا نے عجیب منظر دیکھا۔ علی بن مدینی کہتے ہیں: وَلِيَ عُرْوَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَنَ عِشْرِيْنَ سَنَةً، وَخَرَجَ حِيْنَ خَرَجَ وَمَعَهٗ سَيْفٌ وَّمُصْحَفٌ۔ بیس سال تک گورنر رہنے کے بعد جب عُروَہ یمن سے تشریف لے جا رہے تھے تو اُن کے پاس صرف وہی ایک تلوار اور قرآنِ مجید کا نسخہ تھا۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، ج:20، ص:34، 35، مؤسسۃ الرسالۃ۔ تاریخ دمشق، ج:40، ص:290، دار الفکر)

بدعنوانی کا سدِّباب... دین سے مضبوط تعلق

اِس وقت دنیا بھر میں بدعنوانی بڑھ رہی ہے، یہی صورتِ حال مسلم ممالک کی ہے، بدعنوانی کے سدِّباب کے لیے مختلف ذرائع پر غور کیا جاتا ہے اور کرپشن کنٹرول کرنے کے لیے کئی اِدارے قائم کیے جاتے ہیں... مگر افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ کرپشن کے خاتمے کے لیے بنائے جانے والے اِدارے خود کرپشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کوئی بھی عقل مند شخص اِس حقیقت کا اِنکار نہیں کر سکتا کہ برائی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ انسان کا ضمیر ہوتا ہے... اگر دل میں اللہ تعالٰی کا خوف ہو، قیامت کے روز جواب دہ ہونے کا اِحساس ہو، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے شرمندگی کا ڈر تو انسان تنہائی میں بھی بددیانتی نہیں کرتا اور بغیر کسی ادارے کے کرپشن سمیت تمام برائیوں کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے... لیکن اگر خدانخواستہ انسان دین سے دُور ہو جائے اور خوفِ خدا نہ رہے تو سرِعام کرپشن ہوتی ہے اور کوئی اِدارہ اُس پر قابو نہیں پا سکتا۔

بے مثال دیانت: ہجرتِ نبویہ کے سولھویں سال سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں ایران فتح ہوا، یہاں سے مسلمانوں کو شاہی خزانہ اور دیگر بے پناہ مالِ غنیمت ملا۔ مجاہدین نے تمام چیزیں اتنی امانت و دیانت کے ساتھ اپنے سپہ سالاروں تک اور پھر مدینہ منوّرہ تک پہنچائیں کہ اُس کا تذکرہ پڑھنے اور سننے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے، بلا مبالغہ چشمِ فلک نے دیانت داری کی ایسی عظیم الشان مثال کم ہی دیکھی ہو گی۔

اِسی موقع کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے حضرت ابو عُبیدہ عنبری علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ہم مالِ غنیمت جمع کر رہے تھے کہ ایک صاحب نہایت قیمتی سامان لائے، اتنا قیمتی سامان پہلے ہمارے پاس نہیں تھا، سب لوگ اُس سپاہی کی دیانت داری پر حیران تھے کہ صادق و امین نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تربیت کے فیض سے اِتنی قیمتی چیزیں دیکھ کر اِس کی نیت خراب نہیں ہوئی۔ اُس سے پوچھا گیا: هَلْ أَخَذْتَ مِنْهُ شَيْئًا؟ کیا تم نے اپنے لیے اِس میں سے کچھ لیا ہے؟ اُس نے کہا: أَمَا وَاللهِ لَوْلَا اللهُ مَا أَتَيْتُكُمْ بِهٖ۔ یعنی (میں نے اپنے لیے تو ایک سوئی بھی نہیں رکھی) اللہ کی قسم! اگر خوفِ خدا نہ ہوتا تو میں یہ تمہارے پاس لاتا ہی نا۔ یہ جملہ سن کر سبھی مجاہدین اُس سے متأثر ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ کوئی عظیم الشان بندہ ہے۔ اُس سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اُس نے کہا: لَا وَاللهِ! لَا أُخْبِرُكُمْ؛ لِتَحْمَدُوْنِيْ، وَلَا غَيْرَكُمْ؛ لِيُقَرِّظُوْنِيْ، وَلٰكِنِّيْ أَحْمَدُ اللهَ وَأَرْضٰى بِثَوَابِهٖ۔ یعنی اللہ کی قسم! میں کسی کو بھی اپنا تعارف نہیں کرواؤں گا، مجھے کسی سے تعریف اور داد کی ضرورت نہیں، اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اِس کارِ خیر کی توفیق دی، مَیں اُس کی بارگاہ سے ملنے والے اجر و ثواب پر خوش ہوں اور وہی مجھے کافی ہے... وہ یہ بات کہہ کر چلا گیا۔

مجاہدین نے اُس کا کھوج لگانے کے لیے ایک شخص کو اُس کے پیچھے بھیجا، وہ صاحب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے تو اُس نے اُن کے ساتھیوں سے اُن کا تعارف پوچھا، اُنھوں نے بتایا کہ یہ عامر بن عبد قیس ہیں، علیہ الرحمہ۔

(تاريخ الرسل والملوك[تاريخ طبرى]سنة ست عشرة، ذكر ما جمع من فيء أهل المدائن، ج:4، ص:19، دار المعارف)

یہ وہی عامر بن عبد قیس تمیمی عنبری علیہ الرحمہ ہیں جن کے تذکرہ نگاروں نے لکھا کہ وہ دن بھر قرآنِ مجید کی تعلیم دیتے تھے، رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے، میدانِ جہاد میں بھی پیش پیش ہوتے تھے اور اُن کا دل دُنیا کی محبت سے بالکل پاک تھا۔

(سیر اعلام النبلاء، ج:4، ص:15، مؤسسۃ الرسالۃ)

جب امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شاہِ ایران کِسریٰ کے کنگن، اس کی تلوار، نیز موتیوں اور جواہرات سے مزین دیگر اشیا پیش کی گئیں تو آپ نے مجاہدین کی حوصلہ افزائی کے لیے اظہارِ حیرت کیا کہ ایران سے یہ سامان چلا اور مدینہ پاک پہنچا مگر ایک بھی موتی کم نہیں ہوا۔ فرمایا: إِنَّ قَوْمًا أَدَّوْا هٰذَا لَأُمَنَاءُ(وفي رواية: لَذَوُوْ أَمَانَةٍ)۔ یعنی وہ مجاہدین یقینی طور پر بہت امین اور دیانت دار ہیں جنہوں یہ خزانے بیت المال میں جمع کرائے ہیں۔

امیـــر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر مولَی المسلمین سیدنا عـــلی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: إِنَّكَ عَفَفْتَ فَعَفَّتْ رَعِيَّتُكَ، وَلَوْ رَتَعْتَ لَرَتَعَتْ۔ امیر المؤمنین! آپ خود دیانت دار ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رعایا کو بھی دیانت دار بنادیا ہے، اگر آپ بدعنوانی کرتے اور کرپٹ ہوتے تو رعایا بھی بددیانت ہوجاتی۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج:7، ص:78، دار احیاء التراث العربی، تاریخِ دمشق، ج:44، ص:343، دار الفکر)

لمحۂ فکریہ: اِن مجاہدین کی نگرانی کے لیے نہ تو کوئی فورس تھی، نہ کیمرے تھے اور نہ ہی کوئی اور ذریعہ تھا... اِن کی دیانت فقط اِس وجہ سے تھی کہ اُن کا دین سے تعلق مضبوط تھا۔ آج اِدارے بھی ہیں، فورسز بھی ہیں، کیمرے بھی ہیں، حساب کتاب کے لیے جدید سوفٹویئرز وغیرہ بھی ہیں، مگر ہر طرف بدعنوانی ہی بدعنوانی ہے؛ کیونکہ ہمارا دین سے تعلق کمزور ہے۔ اگر حکومتیں بددیانتی پر قابو پانا چاہتی ہیں تو دینی ماحول کو فروغ دیں۔ اگر دینی ماحول میسّر آجائے تو مومن بہت جلد صادق و امین بن جاتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بدعنوانی سے نفرت مومن کی فطرت میں شامل فرمائی ہے۔

سیدنا ابو اُمامـــہ صُدَیّ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ۔ مفہوم یہ کہ فطری طور پر مومن صادق و امین ہوتا ہے... باقی برے اوصاف مومن کی فطرت میں شامل ہوسکتے ہیں، مگر جھوٹ اور بددیانتی مومن کی فطرت و پیدائش میں شامل نہیں ہوسکتے۔ (مسند احمد، حدیث:22170) یہ ہمیشہ عارضی ہوتے ہیں، بری صحبت وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں؛ لہٰذا مومن کو چاہیے کہ جھوٹا اور بدعنوان نہ بنے، یہ شانِ ایمان کے خلاف ہیں۔ (مرآۃ)

حرفِ آخر

صادق وامین ہونا ایمان والوں کے امتیازی اوصاف میں سے ہے اور بدعنوانی منافقوں کا کام ہے۔کامیاب اور کامل مومنین کی خوبیاں ذکر کرتے ہوئے باری تعالیٰ جلّ مجدہٗ نے اِرشاد فرمایا:وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ۔۔۔"(کامیابی پانے والے مسلمانوں کے اوصاف میں سے ہے کہ وہ)اپنی امانتوں اور عہد کی پاسداری کرنے والے ہیں"۔

آج بین الاقوامی یومِ انسدادِ بدعنوانی(International Anti-Corruption Day)ہے۔بدعنوانی مومن کو زیب نہیں دیتی، چنانچہ ہمیں چاہیے کہ دین کے ساتھ تعلق مضبوط کریں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونے کا احساس بیدار کریں، بزرگوں کی دیانت داری کے شان دار واقعات کا پڑھیں / سنیں، یوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیں بھی امانت و دیانت کی توفیق نصیب ہوگی اور ایمان بھی ترقی پائے گا۔

اللہ تعالیٰ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے میں اُمّتِ مسلمہ کے افراد کو صادق وامین بنائے اور اپنے اپنے مناصب کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے... ہمیں ہر طرح کی بدعنوانی سے محفوظ فرمائے۔ربّ تعالیٰ فقرِ بوذر اور زورِ حیدر کے صدقے میں پاکستانی حکام سمیت تمام مسلم حکمرانوں کو دینی غیرت عطا کرے۔مالکِ کریم تمام پریشان حال مسلمانوں کو خوشیاں عطا فرمائے، مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم